اسما اور انساب پر بحث کی ہے جن کے متعلق نہ تو مولف نے اور نہ کسی شارح نے تفصیل بیان کی ہے پھر جگہ یہ بتلا دیا ہے کہ جس شاعر کے شعر درج کیے گئے ہیں وہ زمانہ جاہلیت کا ہے یا زمانۂ اسلام کا۔ اس شرح کے لکھنے میں تبریزی - اغانی - ابنِ خلدون - کامل المبرد - الاصابہ - اسد الغابہ اور کئی دوسری کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔

یہ ضخیم کتاب جو آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جنوری ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں نول کشور پریس نے شائع کی۔

۴۔ تحفۂ صدیقیہ

اس کتاب میں اُم زرع کی مشہور حدیث کی شرح عربی زبان میں نواب صدیق حسن خاں کے ایما پر کی گئی ہے۔ ۶۴ صفحات کی یہ کتاب ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں مطبع خورشید عالم لاہور میں طبع ہوئی۔

۵۔ دیوان حسان بن ثابت

حضرت حسانؓ بن ثابت انصاری عرب کے مشہور شاعر تھے جو ہجرتِ نبوی سے ساٹھ سال قبل ۵۶۲ء میں یثرب میں پیدا ہوئے اور ۵۴ھ/۶۷۴ء میں ایک سو بیس سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔ وہ ابتدا میں ملوک و امرا کی شان میں قصیدے لکھ کر بڑے انعام اور صلے حاصل کیا کرتے تھے۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت حسانؓ بھی مسلمان ہو گئے اور تمام بادشاہانِ دنیا کو چھوڑ کر صرف بارگاہ نبوت ہی کے ہو رہے۔ آں حضرتؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ حسانؓ کے شعر اعدا کے لیے تیر سے زیادہ سخت ہیں۔" پھر فرمایا کہ جب تک حسانؓ مدح رسولؐ میں لگا رہتا ہے روح القدس اس کی تائید کرتا ہے۔"

مولانا فیض الحسن نے حضرت حسانؓ کے مختصر حالاتِ زندگی اور دیوان حسان پر مفید حواشی عربی میں لکھے ہیں اور یہ محشی دیوان ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء میں ڈاکٹر لائٹنر بانیِ بیت العلوم پنجاب کی فرمائش پر مطبع پنجاب میں چھپا۔

۶۔ ریاض الفیض (شرح السبع المعلقات)

سبع معلقات عربی کے ان چوٹی کے سات قصیدوں کا مجموعہ ہے جو زمانۂ جاہلیت میں کہے گئے تھے

اور خانۂ کعبہ کے دروازے پر آویزاں تھے ۔ ریاض الفیض میں ان قصائد کی شرح کی گئی ہے ۔ مولانا فیض الحسن نے اس شرح میں مندرجہ ذیل امور کا التزام کیا ہے :

ا : ہر قصیدے کے شروع میں صاحب قصیدہ کے مختصر حالات بیان کیے ہیں تا کہ قارئین کو قصیدہ کے معانی و مطالب اور واقعات سمجھنے میں آسانی ہو ۔

ب : ہر شعر کی تشریح پہلے لغت کے اعتبار سے فرمائی ہے ۔ پھر صرف و نحو کے طریقے سے اس کے اجزا کی جانچ پڑتال کی ہے ، ان اشعار میں جو محاورات آئے ہیں ، ان پر بحث کی ہے اور جن واقعات کا ان میں ذکر ہے ان کا پس منظر بیان کیا ہے ۔

ج : اس کے بعد فارسی اور ہندی (اردو) میں شعر کا ترجمہ کر دیا ہے ۔

اس لحاظ سے یہ کتاب ، عربی ، فارسی ، اردو تینوں زبانوں میں ہے ۔ مولانا ان قصائد کی شرح سے ۲۴ جمادی الاولی ۱۲۹۹ھ / ۲۵ اپریل ۱۸۸۱ء بروز اتوار فارغ ہوئے ۔ یہ کتاب ۴۷۱ صفحوں میں پھیلی ہوئی ہے اور مطبع انجمن پنجاب لاہور میں چھپی ہے ۔ مولانا حامد حسن قادری نے "داستان تاریخ اردو" کے صفحہ ۶۵۹ پر اس کتاب کا نام "روضۃ الفیض" لکھا ہے جو غلط ہے ۔

۷۔ حاشیہ دیوان النابغۃ الذبیانی

نابغہ ذبیانی دورِ جاہلیت کا مشہور و معروف شاعر ہے ۔ اس کا شمار صفِ اوّل کے شاعروں میں ہوتا ہے ۔ وہ قبیلۂ غطفان کی ایک شاخ بنو ذبیان سے تعلق رکھتا تھا ۔ نام زیاد بن معاویہ بن ضباب تھا لیکن وہ فنِ شعر میں حیرت انگیز دسترس رکھنے کی وجہ سے نابغہ (کمال کو پہنچا ہوا) کے لقب سے مشہور تھا شعرائے عرب میں اس کو بلند ترین مرتبہ حاصل تھا ۔ عکاظ کے میلے میں اس کے لیے خاص طور پر الگ خیمہ نصب کیا جاتا اور عرب کے سربرآوردہ شاعر اُسے اپنا کلام سناتے ۔ مولانا فیض الحسن نے اس کے دیوان کا حاشیہ لکھا تھا مگر یہ کتاب کہیں نظر سے نہیں گزری ، البتہ اصل دیوان مطبع الہلال مصر سے شائع ہو چکا ہے ۔

۸۔ فیض القاموس

یہ ۵۶ صفحات کی کتاب مطبع انجمن پنجاب لاہور میں باہتمام منشی نظام الدین ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء میں

طبع ہوئی تھی۔ اس کے شروع میں مولانا نے لکھا ہے:

"خطبۂ قاموس کا شمار بہت ہی مشکل خطبات میں ہوتا ہے۔ مجھ سے پہلے جن اصحاب نے اس کی شرحیں لکھیں کسی طور بھی قارئین کے مفید مطلب نہ تھیں۔ انھوں نے ایندھن کی طرح بے ترتیبی سے مختلف باتیں جمع کر دی تھیں۔ یہ دیکھتے ہوتے میں نے اس کی ایک مفصل شرح لکھنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کے ذریعہ دنیا میں میرا نام عزت سے لیا جائے اور میں آخرت میں اجرِ عظیم کا مستحق ٹھہرایا جاؤں۔ میں نے اس شرح کے لکھنے میں نہ دن کا خیال کیا نہ رات کا۔ یہاں تک کہ کھانے پینے اور سونے کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ دراصل اس میں میں نے اپنی پوری قوت صرف کر دی ہے۔" (ترجمہ)

یہ کتاب عربی میں ہے۔

۹۔ عروض المفتاح

یہ کتاب علمِ عروض کے متعلق ہے اور مولانا ابو یعقوب سکاکی کی لکھی ہوئی ہے۔ سکاکی علمِ صرف و نحو، بدیع، بیان، معانی، اشتقاق، عروض، لغت، شعر، تسخیرِ جن، دعوتِ کواکب، طلسمات، سحر، سیمیا، خواص الارض، اجرامِ فلکی وغیرہ کا عالمِ متبحر تھا۔ اس نے کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سب سے زیادہ شہرت مفتاح العلوم کو حاصل ہوئی، جو اس نے بارہ علموں میں تصنیف کی۔ صاحبِ تلخیص نے اس کتاب کی تیسری قسم کو جو فنِ فصاحت و بلاغت میں ہے مختصر کر کے اس کا نام تلخیص رکھا اور تفتازانی نے اس کی دو شرحیں مطول اور مختصر تصنیف کیں۔ یہ دونوں کتابیں ہمیشہ درس و تدریس میں شامل رہی ہیں۔ سکاکی تین سال سلطان چغتائی خاں بن چنگیز خاں کی قید میں رہ کر ماہِ رجب ۶۲۶ھ/۱۲۲۸ء میں فوت ہوا[۵۳]

مولانا فیض الحسن نے عروض المفتاح میں بڑی محنت سے اصل عربی متن کی تصحیح کی ہے اور جگہ جگہ عربی زبان میں کارآمد حواشی لکھے ہیں جن سے کتاب کے مطالب سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ کتاب

---

[۵۳] روضۃ الادبا از مولوی محمد الدین مطبوعہ انجمن پنجاب لاہور۔ ۱۸۷۹ء، ص ۲۱۶

مارچ ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۴ء میں مطبع گلزار محمدی لاہور میں طبع ہوئی۔

۱۰۔ دیوان الفیض

یہ مولانا فیض الحسن کے عربی کلام کا مجموعہ ہے جو ان کے شاگرد مولانا حمید الدین فراہی نے ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۵ء میں مطبع اختر حیدرآباد دکن سے چھپوا کر شائع کیا۔

۱۱۔ شرح تاریخ تیموری

یہ کتاب بھی مولانا فیض الحسن نے عربی زبان میں لکھی تھی۔ اصل کتاب کا نام عجائب المقدور فی نوائب تیمور ہے جو ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن عرب شاہ المتوفی ۸۵۴ھ/ ۱۴۵۰ء کی تصنیف ہے اور ۱۲۳۳ھ/ ۱۸۱۸ء میں کلکتہ سے شائع ہو چکی ہے۔ شرح تاریخ تیموری ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ اس کا ایک قلمی نسخہ مولانا فیض الحسن کے فرزند مولوی رشید احمد کے ہاتھ کا جامن رنگ سے لکھا ہوا مولانا کے پوتے مولوی نصر العزیز قریشی کے پاس سہارنپور میں موجود ہے۔

۱۲۔ ضوء المشکوٰۃ

یہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ المصابیح کی شرح ہے جو شیخ ولی الدین بن محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی نے رمضان المبارک ۷۳۷ھ/ ۱۳۳۶ء میں مرتب کی تھی۔ یہ کتاب تین سو ابواب پر مشتمل ہے اور امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ دارمی، دار قطنی اور بیہقی وغیرہ کی مستند احادیث کا انتخاب ہے۔ اس کی بہت سی شرحیں مختلف وقتوں میں عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں۔ مولانا فیض الحسن نے بھی اس کی نہایت عالمانہ شرح عربی زبان میں لکھی ہے جو ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔ اس کا مخطوطہ مولانا کے پوتے مولوی نصر العزیز قریشی کے پاس سہارنپور میں موجود ہے جس کے آخر میں روز جمعہ ۲۵ رجب ۱۲۷۳ھ/ ۱۶ مئی ۱۸۵۶ء لکھا ہے۔

۱۳۔ خلاصہ کتاب ایلاقی

شیخ الرئیس بو علی سینا کے شاگردوں میں سید ابو عبد اللہ محمد بن یوسف شرف الدین ایلاقی بہت بڑے طبیب گزرے ہیں۔ انھوں نے استاد کی مشہور کتاب "قانون" کا مختصر اور الاسباب والعلامات دو کتابیں

یادگار چھوڑیں۔ مختصر کا ایک قلمی نسخہ (مکتوبہ ۱۱۸۷ھ) حیدرآباد دکن میں موجود ہے اور دوسری کتاب کی شرح علامہ سمنانی نے معالجات ایلاقی کے نام سے کی تھی۔ کتاب الایلاقی عربی میں علم طب کے متعلق بہت جامع و مانع اور مفید کتاب ہے۔ مولانا فیض الحسن نے اس کا خلاصہ عربی میں کیا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ مولانا نے کتاب سے چند ایسے اصول منتخب کیے جو عام فہم تھے۔ ایسے مفردات چنے جن کا استعمال ہمارے ملک میں کثرت سے ہوتا ہے اور ایسے مرکبات لیے جن کے اجزا سہل الحصول ہیں۔ اس طرح یہ خلاصہ مرتب کیا۔ کتاب کے آخر میں کوئی تاریخ وغیرہ درج نہیں۔

اس خلاصے کے ساتھ فل سکیپ سائز کے ڈیڑھ سو کے قریب صفحات کا ایک اور رسالہ ہے جو فارسی میں ہے۔ اس میں مفردات کی کتابوں سے چند ایسی دوائیں چھانٹ کر درج کی گئی ہیں جو اس ملک میں عام طور پر پائی جاتی اور استعمال ہوتی ہیں۔ نیز اُن کے خواص بیان کیے گئے ہیں جو استادوں کی زبانی معلوم ہوئے۔ دہم شعبان ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۷ء اس کتاب کے خاتمے کی تاریخ ہے۔ یہ رسالہ بھی غیر مطبوعہ ہے۔

۱۴۔ قرابادین فیضی

اس میں مولانا نے اپنے تجربات کا نچوڑ اور مجرب تیر بہدف نسخے یک جا کیے ہیں۔ یہ فارسی میں ہے اور ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء کو سہارن پور میں مکمل ہوئی۔ ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

۱۵۔ نسیم فیض (دیوان فارسی)

مولانا فیض الحسن نے اپنے فارسی کلام کا مجموعہ بھی مرتب کیا تھا جو نسیم فیض کے نام سے مولانا کے فرزند مولوی رشید احمد نے ماہ صفر ۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں مطبع فیض عام لاہور سے چھپوایا تھا۔ کلام کا رنگ وہی ہے جو ایک ایرانی خوش گو کا ہوتا ہے۔ وہی بندش کی چستی، خیالات کی رنگینی، تراکیب کا تنوع، فقروں کا روبست اور الفاظ کا ترنم تمام دیوان پر حاوی ہے۔ ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسے خیالات ادا کرتے تھے جو واقعی ان کے دل میں موج زن ہوتے تھے۔ چنانچہ اس مسئلے کو جسے غالب پیچیدہ بندشوں سے اس طرح بیان کرتا ہے:

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ　　دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو

مولانا کا قلم اس طرح واضح فرماتا ہے :

زاہد بریں منازکہ دنیا گزاشتم　　　ایں ہمت من است کہ عقبیٰ گزاشتم

اقبال علیہ الرحمۃ نے شاید اسی مضمون کو اس طرح لیا ہے :

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

۱۶۔ مثنوی روضۂ فیض۔ ۱۷۔ مثنوی چشمۂ فیض

یہ دونوں مثنویاں فارسی میں ہیں اور یکم مئی ۱۹۰۰ء/۱۳۱۸ھ کو مطبع نور احمدی لاہور سے یک جا شائع ہوئی ہیں۔ مثنوی روضۂ فیض متن میں اور چشمۂ فیض حاشیہ میں ہے۔ روضۂ فیض کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے :

اے کہ من مرغ ثنا خوان توام　　　طوطی شاخ گلستان توام

اور خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے :

بقریبے کہ قریب تو بود　　　بہ حبیبے کہ حبیب تو بود
بغریبے کہ براہ تو شتافت　　　خضر توفیق رفیق خود ساخت
فیض را فائز کامش گرداں
بخت فیروز غلامش گرداں

مثنوی چشمۂ فیض کے ابتدائی دو شعر یہ ہیں :

بنام آں کہ رقص بسمل او　　　زمین گرداند از پہلو بہ پہلو
بفرمائش طپش ہائے نو انداز　　　نیاد کشتگان خنجر ناز

مولانا کی دو فارسی مثنویوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سید زاہد حسین زاہد سہارن پوری کے کتب خانے میں قلمی موجود تھیں لیکن معلوم نہیں وہ کونسی مثنویاں ہیں۔

۱۸۔ فیضیہ

یہ ۴۲ صفحوں کا چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں فنِ مناظرہ پر بحث کی گئی ہے۔ اس زمانے میں مولوی فاضل کے امیدواروں سے سالانہ امتحانات میں اس فن کے متعلق سوالات پوچھے جاتے تھے لیکن طالب علموں کو جواب دینے میں دشواری پیش آتی تھی۔ اس لیے ڈاکٹر لائٹنر کے ایما پر مولانا فیض الحسن نے یہ رسالہ تالیف کیا جو ۱۸۸۲ء/ ۱۲۹۹ھ میں مطبع انجمن پنجاب لاہور میں طبع ہوا۔ یہ رسالہ اردو میں ہے۔ اور ایک مقدمہ، چند مطالب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمے میں علم کی تعریف، موضوع، غایت، اقسام، بحث اور اصطلاحوں کا بیان ہے اور خاتمے میں وہ باتیں لکھی ہیں جو فریقین کو مناظرہ کے وقت پیشِ نظر رکھنی چاہئیں۔

۱۹۔ گلزارِ فیض

اردو دیوان کا نام ہے مگر وہ دستیاب نہیں ہوا۔

۲۰۔ مثنوی صبح عید

یہ مثنوی مولانا نے اپنے زمانۂ شباب میں سہارن پور کی ایک مشہور گانے والی طوائف عیدن کے نام پر لکھی تھی اور دہلی کی ایک مجلس میں سنائی تھی۔ بعد میں انجمن اخوان الصفا لاہور کی طرف سے حافظ محمد دین شمیم لاہوری نے مطبع گلزار محمدی میں چھپوا کر ۱۸۸۲ء/ ۱۲۹۹ھ میں شائع کی تھی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۹۲ء میں مطبع مجتبائی لاہور میں چھپا تھا۔

مثنوی صبح عید میں ساڑھے گیارہ سو شعر ہیں۔ ایک داستانِ عشق نظم کی ہے۔ قصہ کچھ نہیں لیکن نظم کے اکثر حصے لطیف ہیں۔ ایک بھولی بسری چیز کی یاد تازہ کرنے کے لیے چند شعر پیش کیے جاتے ہیں۔ مثنوی تعریفِ عشق سے شروع ہوتی ہے:

عشق کیا اک بلا ہے آفت ہے — شور ہنگامہ قیامت ہے
ننگ و ناموس کو سیاہ کرے — زہد و سالوس کو تباہ کرے
یہ کسی جی کو جیتے جی نہ لگے — دوست کیا دشمنوں کو بھی نہ لگے

مختصر یہ کہ ہے یہ وہ جھمکٹ — گھر کے گھر ہو گئے جہاں چوپٹ
عشق عاشق ہے اپنی چالوں کا — اس کو کیا درد پائمالوں کا
سدیاں اوڑھنا بچھونا ہے — گریہ یاں قسمتوں کا رونا ہے
ہیں یہ سب درد کی کراماتیں — ورنہ کس کو نصیب یہ باتیں

داستان کے چند شعر یہ ہیں :

یہی دو چار رہ گئے باقی — شیشہ و جام مطرب و ساقی
کہ یکایک بتان گل رخسار — آ گئے سامنے سے مثل بہار
ہو گیا حسن تازہ محو ظہور — بام و در سے لگا برسنے نور
روشنی سے ہوئی نظر خیرہ — نور سے ہو گیا مکاں تیرہ
یاں تو بیٹھے نظارے دامن کھول — واں گلوں کی دہش نہ مول نہ تول
گورے گورے وہ پھول سے چہرے — پھول کانوں کے پھولوں کے سہرے
ایک تو سب کے پھول سے پردوش — اس پہ پھولوں کی مار تا بن گوش
بسکہ اپنی بہار پاتے تھے — پھول پھولے نہیں سماتے تھے
صبح نوروز تھی وہ رات نہ تھی — عید تھی خود شب برات نہ تھی
الغرض وہ بتان گل رخسار — کھل کے بیٹھے چمن چمن یک بار
ان میں نوچی[۵۵] تھی ایک بلا کی بھری — سر سے لے پاؤں تک ادا سے بھری
حسن کیا صاف فتنۂ آفاق — ناز کیا محض غارت عشاق
پورے سانچوں ڈھلے ہوئے اعضا — سچے کانٹوں تلا ہوا نقشا
حسن ذاتی تھا ذات میں اس کی — بات تھی بات بات میں اس کی

---

۵۵ بڑی عیدن

ان کمالوں پہ خوب گاتی تھی   گانے والوں میں نام پاتی تھی
ایک توڑا لگا دیا اس نے   تا کف پا چلا دیا اس نے
صبر تاراج اضطراب ہوا   الغرض کام سب خراب ہوا

میں نے اس نابغۂ روزگار کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہاں صرف خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

یادگارِ شبلی

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مرحوم

اس کتاب میں مولانا شبلی نعمانی کے مفصل حالاتِ زندگی اور ان کی تصانیف اور ان کے کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی کو ہمارے ادب اور تاریخ میں جو بلند مقام حاصل ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے احوالِ زندگی سید سلیمان ندوی مرحوم نے حیاتِ شبلی میں جمع کیے تھے۔ تصانیف کے متعلق وہ ایک علیحدہ کتاب لکھنا چاہتے تھے، لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر اکرام صاحب کی اس کتاب "یادگارِ شبلی" میں نہ صرف مکمل حیاتِ زندگی ہیں اور اس کے ساتھ وہ مواد بھی سمیٹ لیا گیا ہے جو سید سلیمان ندوی کی تصنیف حیاتِ شبلی کی اشاعت کے بعد دستیاب ہوا ہے، بلکہ علامہ شبلی کی ایک ایک کتاب پر علیحدہ تفصیلی تبصرہ بھی ہے۔

قیمت ۱۷ روپے

[illegible] ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور

محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلاً شَتَمَ اَبَا بَکْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَ یَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ قَامَ فَلَحِقَهٗ اَبُوْ بَکْرٍ وَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَشْتِمُنِیْ وَ اَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَ قُمْتَ قَالَ وَ کَانَ مَلَكٌ یَرُدُّ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَیْهِ وَقَعَ الشَّیْطَانُ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ ثَلٰثٌ کُلُّهُنَّ حَقٌّ، مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَیَغْفِیْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ، وَ مَا فَتَحَ بَابَ عَطِیَّةٍ یُرِیْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا کَثْرَةً وَ مَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ یُرِیْدُ بِهَا کَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً۔ (مسند امام احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس شخص کے مسلسل گالیاں دینے پر اور حضرت ابوبکر کے سکوت پر) تعجب کر رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ جب اس نے حضرت ابوبکر کو بہت زیادہ گالیاں دیں تو حضرت ابوبکر نے بھی اس کو اس کی باتوں کا جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت ابوبکر کو اس سے تکلیف ہوئی اور آپ کی ناراضی کی وجہ معلوم کرنے کے لیے آپؐ کے پیچھے چلے ــــ اور عرض کی، یا رسول اللہؐ! وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ وہاں تشریف فرما رہے ــ جب میں نے اس کی کچھ باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، جب تک تم خاموشی سے اس کی گالیاں صبر سے سن رہے تھے، تمہارے ساتھ اللہ کا ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے دفاع کر رہا

ان کمالوں پہ خوب گاتی تھی   گانے والوں میں نام پاتی تھی
ایک توڑا لگا دیا اس نے   تا کفِ پا جلا دیا اس نے
صبر تاراج اضطراب ہوا   الغرض کام سب خراب ہوا

میں نے اس نابغۂ روزگار کے حالات بڑی تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہاں صرف خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

یادگارِ شبلی

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام مرحوم

اس کتاب میں مولانا شبلی نعمانی کے مفصل حالاتِ زندگی اور ان کی تصانیف اور ان کے کارناموں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

شمس العلما علامہ شبلی نعمانی کو ہمارے ادب اور تاریخ میں جو بلند مقام حاصل ہے، وہ محتاجِ بیان نہیں۔ ان کے احوالِ زندگی سید سلیمان ندوی مرحوم نے حیاتِ شبلی میں جمع کیے تھے۔ تصانیف کے متعلق وہ ایک علیحدہ کتاب لکھنا چاہتے تھے، لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر اکرام صاحب کی اس کتاب "یادگارِ شبلی" میں نہ صرف مکمل حیاتِ زندگی ہیں اور اس کے ساتھ وہ مواد بھی سمیٹ لیا گیا ہے جو سید سلیمان ندوی کی تصنیف حیاتِ شبلی کی اشاعت کے بعد دستیاب ہوا ہے، بلکہ علامہ شبلی کی ایک ایک کتاب پر علیحدہ تفصیلی تبصرہ بھی ہے۔

صفحات ۵۰۰   قیمت ۱۷ روپے

ملنے کا پتہ   ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور